مذہبی اصطلاح "تحکیم" اور پختون "جرگہ" کا بہ اعتبار مفاہیم واصول ایک تقابلی جائزہ

The comparative study of Religious Terminologies "Tahkeem "and "Pakhtun Jirga " with respect to its Principles and Interpretations

جاوید خان[i] قیصر بلال[ii]

Abstract

It has been a common practice of our people to prefer the local system for resolving the disputes other than conventional courts. They do so for many reasons. The conventional courts take a too long time to resolve disputes. It also demands a huge amount. This compels the effectees to adopt the local system. This system is easy to access, simple to resolve and effortless to execute the decisions.

Comprehensively, the process of seeking justice and to resolve the disputes through well-known, repute referees beside the conventional court system is called Tahkeem in Shariah and refers as Jirga in Pakhtun Society.

The paper emphasis on highlighting the detailed comparison of Tahkeem and Jirga coupled with bringing up the differences and similarities with respect to their modes and principles along with recommendations to bring the local system in full conformity of Shariah Standards.

Key words:*Jarga,Dispute,Conventional courts.*

تحکیم کا لغوی معنی

مشہور عربی ڈکشنری "القاموس المحیط"[1] میں تحکیم کا معنی لکھا گیا ہے:

i لیکچرر اسلامیات، یونیورسٹی آف سوات

ii لیکچرار اسلامیات، نیشنل یونیورسٹی آف کمپیوٹر اینڈ ایمرجنگ سائنسز، پشاور

حَكَّمَهُ فِي الأَمْرِ تَحْكِيماً: أَمَرَهُ أن يَحْكُمَ فاحْتَكَمَ [2] یعنی کسی معاملے میں فیصلہ کن بنانا کہ کسی کو فیصلے کرنے کا کہہ دے اور وہ فیصلہ کرے۔

جب کہ "مختار الصحاح"[3] نے تحکیم کا لغوی معنیٰ لکھا گیا ہے:

حَكَّمَهُ فِي مَالِهِ تَحْكِيمًا إِذَا جَعَلَ إِلَيْهِ الْحُكْمَ فِيهِ[4] یعنی جب کسی کو اپنے مال میں فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا جائے۔

تحکیم کا اصطلاحی معنی

امام خصکفیؒ[5] کے بقول تحکیم کا اصطلاحی معنی:

تَولِيَةُ الخَصمَينِ حَاكِمًا يَحكُمُ بَينَهُمَا[6] یعنی فریقین کا باہمی نزاع ختم کرنے کی غرض سے کسی کو ثالث بنانا کہ وہ ان کے مابین فیصلہ کرلے، ایسے فیصلہ کرنے والے یا ثالث کو "حَکَم یا مُحَکَّم" کہتے ہیں، جن فریقین کے مابین فیصلہ کیا جاتا ہے ان کو "مُحکِم" کہا جاتا ہے اور جس چیز پر فیصلہ ہو جائے اس کو " محکوم به" کہتے ہیں[7]۔

تحکیم کے ساتھ دو ملتی جلتی اصطلاحات اور استعمال ہوتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. **قضاء**

جس کا لغوی معنیٰ ہے فیصلہ کرنا، ختم کرنا اَلْقَضَاءُ الْحُكْمُ وَاَصلُه القَطعُ وَالفَصلُ[8] جب کہ اصطلاح میں قضاء کا مطلب ہے: "هُوَمَنصَبُ الفَصلِ بَيَنَ النَاسِ فِى الخُصُومَاتِ"[9] یعنی لڑائی جھگڑوں کی صورت میں لوگوں کے مابین فیصلے کرنے کا عہدہ قضاء کہلاتا ہے۔

قضاء اور تحکیم میں فرق

قضاء اور تحکیم میں فقہاء کرام نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ قاضی (جج) کو ولایت عامہ حاصل ہوتی ہے کہ وہ ہر کسی کے متعلق فیصلہ کر سکتا ہے۔ حکم کو یہ قوت وولایت حاصل نہیں ہوتی، اس طرح قضاء (جج کا فیصلہ) حدود، قصاص الغرض جملہ امور شرعیہ میں جاری ہو سکتا ہے جب کہ حکم کا فیصلہ صرف حقوق العباد میں جاری ہو سکتا ہے۔ گویا حکم کے اختیارات محدود اور قاضی کے اختیارات عمومی ہوتے ہیں۔

چنانچہ تحکیم اور قضامیں فرق بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

الْفَرْقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقَضَاءِ: أَنَّ الْقَضَاءَ مِنَ الْوِلاَيَاتِ الْعَامَّةِ، وَالتَّحْكِيمُ تَوْلِيَةٌ خَاصَّةٌ مِنَ الْخَصْمَيْنِ، فَهُوَ فَرْعٌ مِنْ فُرُوعِ الْقَضَاءِ لَكِنَّهُ أَدْنَى دَرَجَةً مِنْهُ[10].

"تحکیم اور قضاء میں فرق یہ ہے کہ کہ قضاء ولایت عامہ میں سے ہے اور تحکیم فریقین کی طرف سے خصوصی سپردگی ہوتی ہے چنانچہ یہ قضاء کی ایک فرع ہے البتہ درجہ میں قضاء سے کم تر ہے۔"

2. صلح

معاصر فقہی انسائیکلو پیڈیا "الموسوعۃ الفقہیہ کویت" میں صلح کی وضاحت ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:

الصُّلْحُ فِي اللُّغَةِ: اسْمٌ بِمَعْنَى الْمُصَالَحَةِ وَالتَّصَالُحِ، خِلاَفُ الْمُخَاصَمَةِ وَالتَّخَاصُمِ وَفِي الاِصْطِلاَحِ: مُعَاقَدَةٌ يَرْتَفِعُ بِهَا النِّزَاعُ بَيْنَ الْخُصُومِ، وَيُتَوَصَّل بِهَا إِلَى الْمُوَافَقَةِ بَيْنَ الْمُخْتَلِفِينَ وَالْمُصَالِحُ: هُوَ الْمُبَاشِرُ لِعَقْدِ الصُّلْحِ وَالْمُصَالَحُ عَنْهُ:هُوَ الشَّيْءُ الْمُتَنَازَعُ فِيهِ إِذَا قُطِعَ النِّزَاعُ فِيهِ بِالصُّلْحِ وَالْمُصَالَحُ عَلَيْهِ،أَوِالْمُصَالَحُ بِهِ:هُوَ بَدَل الصُّلْح[11]

"لغت میں صلح کا اطلاق لڑائی جھگڑوں کے متضاد، مصالحت اور کسی چیز کے فساد کو زائل کرنے پر ہوتا ہے اور اصطلاح میں فریقین کے مابین نزاع اور عداوت کو ختم کر کے ان کے مابین موافقت پیدا کرنے کو کہتے ہیں صلح کرنے والے کو "مصالح"، جس چیز پر تنازعہ ہے اسے "مصالح عنہ"،اور بدلے میں جو چیز لی جارہی ہو اسے "بدل صلح" کہتے ہیں۔"

صلح اور تحکیم میں فرق

صلح اور تحکیم میں فرق یہ ہے کہ تحکیم میں فریقین میں سے کوئی اپنا حق نہیں چھوڑتا جب کہ صلح میں دونوں یا ایک فریق اپنا حق چھوڑ دیتا ہے۔اس طرح تحکیم، قاضی کی طرح ایک فیصلہ پر منتج ہوتا ہے جب کہ صلح میں تنازعہ فریقین کی رضامندی سے کوئی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ تحکیم میں فیصلہ کرنے کا اختیار قاضی یا دونوں فریق مل کر کسی ثالث کو

دیتے ہیں جب کہ صلح میں تبرعا بھی کوئی شخص فریقین میں صلح کرا سکتا ہے۔ چنانچہ صلح اور تحکیم میں ذیل کے دو فرق بیان کیے گئے ہیں:

وَيَخْتَلِفُ التَّحْكِيمُ عَنِ الصُّلْحِ مِنْ وَجْهَيْنِ:أَحَدِهِمَا: أَنَّ التَّحْكِيمَ يُنْتَجُ عَنْهُ حُكْمٌ قَضَائِيٌّ، بِخِلاَفِ الصُّلْحِ فَإِنَّهُ يُنْتَجُ عَنْهُ عَقْدٌ يَتَرَاضَى عَلَيْهِ الطَّرَفَانِ الْمُتَنَازِعَانِ. وَفَرْقٌ بَيْنَ الْحُكْمِ الْقَضَائِيِّ وَالْعَقْدِ الرِّضَائِيِّ.وَالثَّانِي: أَنَّ الصُّلْحَ يَتَنَزَّل فِيهِ أَحَدُ الطَّرَفَيْنِ أَوْ كِلاَهُمَا عَنْ حَقٍّ، بِخِلاَفِ التَّحْكِيمِ فَلَيْسَ فِيهِ نُزُولٌ عَنْ حَق فَالإِصْلاَحُ وَالتَّحْكِيمُ يُفَضُّ بِهِمَا النِّزَاعُ، غَيْرَ أَنَّ الْحُكْمَ لاَ بُدَّ فِيهِ مِنْ تَوْلِيَةٍ مِنَ الْقَاضِي أَوِ الْخَصْمَيْنِ، وَالإِصْلاَحُ يَكُونُ الاِخْتِيَارُ فِيهِ مِنَ الطَّرَفَيْنِ أَوْ مِنْ مُتَبَرِّعٍ بِهِ[12].

"تحکیم اور صلح میں دو طرح کا فرق ہے: تحکیم قاضی کی طرح ایک فیصلہ پر منتج ہوتا ہے جب کہ صلح میں متنازعہ فریقین کی رضامندی سے کوئی فیصلہ کیا جاتا ہے اور قاضی کے فیصلہ و رضامندی کے فیصلہ میں فرق ہوتا ہے۔

صلح میں دونوں یا ایک فریق اپنا حق چھوڑ دیتا ہے بخلاف تحکیم کے کہ اس میں فریقین میں سے کوئی اپنا حق نہیں چھوڑتا لہٰذا صلح اور تحکیم دونوں سے جھگڑا ختم ہو جاتا ہے لیکن تحکیم میں فیصلہ کرنے کا اختیار قاضی یا دونوں فریق مل کر کسی ثالث کو دیتے ہیں جب کہ صلح میں تبرعا کوئی بھی شخص فریقین میں صلح کرا سکتا ہے۔"

پختون "جرگہ" کا تعارف

کسی قانون کا سہارا لئے بغیر بااثر لوگوں کا فریقین کے معاملات اور جھگڑوں کو باہمی گفت وشنید کے ذریعے حل کرنے کو "جرگہ" کہتے ہیں[13]۔

معاصر محققین "جرگہ" کی تعریف کے متعلق لکھتے ہیں:

"جرگہ ایسے اکابرین اور جاننے والوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو فیصلہ کرنے کا علم اور قوت رکھتے ہوں اور اُن کو فریقین کی جانب سے بااختیار بنادیا گیا ہو، گویا یہ حضرات قوموں کے فیصلے کرتے ہیں اور کسی معاملے کو حل کرنے کے لئے مخصوص وقت میں اکھٹے ہوتے ہیں[14]۔"

تحکیم اور جرگہ کا تقابل بہ اعتبار مفاہیم

ذیل میں مذہبی انسٹی ٹیوشن (شعبے) تحکیم اور جرگہ کے مفاہیم کا تقابلی جائزہ پیش کیا جارہا ہے اس کے لئے یہ طریقہ کار اپنایا گیا ہے کہ ہر دو (تحکیم و جرگہ) کے مفاہیم دیئے گئے ہیں اور شق وار ان کا باہمی تقابل پیش کرتے ہوئے مابہ الاشتراک و مابہ الافتراق امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔

تحکیم: فریقین کا ایک شخص یا جماعت کو ثالث بنانا تاکہ وہ ان کے مابین فیصلہ کرے[15]۔

جرگہ: بااثر افراد کا فریقین کے معاملات اور جھگڑوں کو باہمی گفت و شنید کے ذریعے حل کرنا[16]۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں میں متنازعہ فریقین کے درمیان مسئلہ حل کرکے اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

تحکیم: تحکیم میں فریقین حکم یعنی ثالث کو نامزد کرکے اسے فیصلہ کرنے کا اختیار دیتے ہیں[17]۔

جرگہ: فریقین اراکین جرگہ (جرگہ ماروں) کو منتخب کرکے انھیں فیصلہ کا اختیار دیتے ہیں[18]۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں میں فریقین ثالثین کا انتخاب کرکے انھیں فیصلہ کا اختیار دیتے ہیں۔

تحکیم: تحکیم میں ثالثوں کی تعداد ایک سے زیادہ ہوسکتی ہے[19]۔

جرگہ: اراکین جرگہ کی تعداد عموماً ایک سے زیادہ ہوتی ہے[20]۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں میں ثالثین کی تعداد ایک سے زیادہ ہوسکتی ہے البتہ عام طور پر اراکین جرگہ کی تعداد دو یا دو سے زیادہ ہوتی ہے جبکہ تحکیم میں ایک شخص بھی حکم بن سکتا ہے۔

تحکیم: تحکیم میں کسی فیصلہ پر تمام ثالثین کا متفق ہونا ضروری ہے، اگر تمام ثالثین کسی ایک فیصلہ پر متفق نہ ہوں تو ایسا فیصلہ درست نہ ہوگا[21]۔

جرگہ: جرگہ کے اراکین بھی متفقہ طور پر فیصلہ کرتے ہیں اگر اراکین جرگہ میں سے کسی کا مجوزہ فیصلہ کے ساتھ اختلاف ہو تو ایسا جرگہ کوئی فیصلہ دیئے بغیر ختم ہوجاتا ہے[22]۔

نتیجہ: جرگہ اور تحکیم دونوں میں اراکین کا کسی فیصلہ پر متفق ہونا ضروری ہوتا ہے۔

تحکیم: تحکیم میں حکموں (ثالثین) کا انتخاب فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے[23]۔

جرگہ: اراکین جرگہ (جرگہ ماروں) کا انتخاب فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے البتہ بعض اوقات اراکینِ جرگہ از خود فیصلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوجاتے ہیں[24]۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں میں ثالثین کا انتخاب فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے۔

مابہ الامتیاز امور کی نشاندہی

تحکیم اور جرگہ کے مفاہیم میں عمومی فرق یہ ہے کہ تحکیم میں ایک شخص بھی حکم بن سکتاہے جب کہ اراکینِ جرگہ کی تعداد عموماًایک سے زیادہ ہوتی ہے۔اس طرح تحکیم میں ثالثین کاانتخاب فریقین کی توثیق کے بعد ہوتاہے جبکہ جرگہ میں بسااوقات اراکین جرگہ تنازعہ کی شدت کو مدنظر رکھتے ہوئے ازخود فیصلہ کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔

تقابل بہ اعتبار اُصول، ضوابط و شرائط

ذیل میں مذہبی انسٹی ٹیوشن (شعبے) تحکیم اور جرگہ کے اصول، ضوابط اور شرائط کا تقابلی جائزہ پیش کیا جارہاہے اس کے لئے یہ طریقہ کار اپنایا گیاہے کہ ہر دو(تحکیم و جرگہ) کے اصول، ضوابط و شرائط دیئے گئے ہیں اور شق وار ان کا باہمی تقابل پیش کرتے ہوئے مابہ الاشتراک ومابہ الافتراق امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔

تحکیم: تنازعہ کے فریقین ثالثین کو مسئلہ حل کرنے کی اجازت دیتی ہے ان کی اجازت اور رضامندی کے بغیر ثالثین پر ان کا فیصلہ شرعی طور پر لازم نہیں ہوتا یہ تفصیل علامہ کاسانیؒ نے فضولی کی صلح کے بارے میں لکھاہے:

> وَأَمَّا الْفُضُولِيُّ فَإِنْ نَفَذَ صُلْحُهُ فَالْبَدَلُ عَلَيْهِ، وَلَا يَرْجِعُ بِهِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ مُتَبَرِّعٌ، وَإِنْ وَقْفَ صُلْحُهُ فَإِنْ رَدَّهُ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ بَطَلَ، وَلَا شَيْءَ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا، وَإِنْ أَجَازَهُ جَازَ، وَالْبَدَلُ عَلَيْهِ دُونَ الْفُضُولِيِّ.
>
> یعنی فضولی کی صلح اگر نافذ ہو تو بدل دینا بھی اسی کے ذمے ہے اور وہ مدعیٰ علیہ پر رجوع نہیں کرے گا اس لئے کہ وہ احسان کرنے والا ہے اور اگر اس کی صلح موقوف ہو تب دیکھا جائے گا اگر مدعیٰ علیہ رد کردے تو صلح باطل ہوگی اور کسی پر کچھ واجب نہیں اور اگر جائز کردے تو صحیح ہوگا اور بدل مدعیٰ علیہ پر لازم ہوگا نہ کہ فضولی پر[25]۔

جرگہ : اراکین جرگہ کا انتخاب تنازعہ کے فریقین کرتے ہیں ان کی اجازت نہ ہونے کی صورت میں جرگہ ان کے مابین فیصلہ نہیں کرتا۔(26)

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں میں فیصلہ کنندگان کی نامزدگی فریقین کی اجازت اور اختیار سے ہی ہوتی ہے۔

تحکیم: شرعی طور پر حکم یعنی ثالث کے لئے ضروری ہے کہ وہ فیصلہ کرنے کی اہلیت اور قوت رکھتا ہو[27]۔

جرگہ: فریقین کی نظر میں اراکین جرگہ اہل الرائے اور صاحب بصیرت ہوتے ہیں[28]۔

نتیجہ: عمومی طور پر اراکین جرگہ و تحکیم ایسے صاحبِ نظر ہوتے ہیں جن میں فیصلہ کرنے کی اہلیت موجود ہوتی ہے۔

تحکیم: مسئلے کو حل کرنے کے لیے ثالثین کی نیت کا خالص ہونا ضروری ہے[29]۔

جرگہ: اراکین جرگہ بھی عموماً خلوصِ نیت کے ساتھ فریقین کے مابین صلح کی کوشش کرتے ہیں۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں میں اراکین خدمت خلق، جس میں عبادت کا مفہوم شامل ہے، کی نیت سے کام کرتے ہیں اس لئے ان کی نیتوں کا خالص ہونا ضروری ہے۔

تحکیم: تحکیم میں حکم (ثالثین) کے لئے سفید ریش ہونا ضروری نہیں بلکہ کم عمر کے نوجوان بھی حکم بن سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع موجود نہ ہو[30]۔

جرگہ: عموماً اراکین جرگہ معززین معاشرہ ہوتے ہیں جن کو پختون معاشرے میں "مشران" (اکابرین) اور "سپین گیری" (سفید ریش) کہتے ہیں[31]۔

نتیجہ: حکم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں جب کہ اراکین جرگہ عموماً بڑے عمر کے حضرات ہوتے ہیں اور یہ عملی صورت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کم عمر نوجوانوں کے جرگے کو لوگ زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔

تحکیم: حکم کے لئے عاقل، بالغ، بینا اور صاحب النطق ہونا ضروری ہے[32]۔

جرگہ: اراکین جرگہ میں عقل، بلوغت، قوت بینائی اور قوت گویایی کا ہونا ضروری ہے[33]۔

نتیجہ: حکم اور رکن جرگہ کے لیے مذکورہ خصوصیات میں اتفاق پایا جاتا ہے کہ ان تمام اور بطور خاص دو خصوصیات (بولنا اور دیکھنا) اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ان کا تعلق براہ راست مسئلے کے حل کے ساتھ ہے۔

تحکیم: حکم، فریقین میں سے کسی کا ایسا رشتہ دار نہیں ہو سکتا جس کے حق میں اس کی گواہی قبول نہ ہوتی ہو مثلاً باپ، بیٹا، زوجین وغیرہ[34]۔

جرگہ: اراکین جرگہ عموماً فریقین کے صلبی رشتہ دار (مثلاً باپ، بیٹا وغیرہ) نہیں ہوتے بلکہ یہ لوگ غیر جانب دار ہوتے ہیں۔

نتیجہ: حکم اور رکن جرگہ میں یہ صفت مشترک ہے کہ وہ فریقین کے صلبی رشتہ دار نہیں ہوا کرتے بلکہ عموماً انصاف پسند ثالثین ہوتے ہیں۔

تحکیم: حکم کے لیے ضروری ہے کہ وہ بااعتماد ہو، محدود فی القذف (کسی پر تہمت لگانے سے سزا یافتہ) نہ ہو[35]۔

جرگہ: اراکین جرگہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ باعزت اور بے داغ کردار کے مالک ہوں، کسی عدالت سے سزا یافتہ نہ ہوں[36]۔

نتیجہ: حکم اور رکن جرگہ دونوں کے لیے باعزت اور بااعتماد ہونا ضروری ہے۔

تحکیم: شریعت نے تحکیم میں خواتین کی نمائندگی کو جائز رکھا ہے[37]۔

جرگہ: عمومی جرگوں میں خواتین کو نمائندگی کا موقع نہیں دیا جاتا[38]۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ میں یہ فرق ہے کہ شرعاً خواتین کی تحکیم جائز ہے اور پختون روایات کے مطابق خواتین کو جرگوں میں شامل نہیں کیا جاتا۔

تحکیم: حکم یعنی ثالث کی ذمہ داری ہے کہ فریقین کے ساتھ یکساں برتاؤ کرے کسی ایک طرف جھکاؤ سے بچتا رہے تاکہ فریق ثانی کو کسی قسم کی بدگمانی نہ ہو[39]۔

جرگہ: اراکین جرگہ کے لیے بھی ضروری سمجھا جاتا ہے کہ متنازعہ فریقین کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ کریں تاکہ عدل وانصاف کا دامن چھوٹ نہ جائے۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں میں فریقین کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

تحکیم: حکم کے لیے شرعاً ضروری ہے کہ وہ کسی ایک فریق کو مشورے نہ دے، نہ ہی تیزی دکھائے، نہ دوران تحکیم اپنی آواز کو ضرورت سے زیادہ بلند کرے اور نہ فریقین کے ساتھ ترش روئی سے پیش آئے[40]۔

جرگہ: اراکین جرگہ کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ کسی ایک فریق کو دلائل نہ سمجھائیں، نہ بیانات سنتے وقت کسی ایک فریق کی تائید یا تردید کریں بلکہ خندہ پیشانی اور سنجیدگی کے ساتھ فریقین کے بیانات کو سن لیں۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں میں ضروری ہے کہ فریقین کے ساتھ خوش اخلاقی اور سنجیدگی کا مظاہرہ ہو اور اظہار مافی الضمیر میں کسی بھی فریق کی معاونت نہ ہو۔

تحکیم: شرعی طور پر تحکیم میں فریقین سے بطور ضمان کوئی بھی چیز رکھنے کا تذکرہ نہیں ہوا ہے۔

جرگہ: جرگہ میں اراکین جرگہ فریقین سے فیصلہ کرنے کا اختیار لینے کے ساتھ ساتھ ضمانت بھی لیتے ہیں تاکہ فریقین فیصلہ سے روگردانی نہ کر سکیں[41]۔

نتیجہ: جرگہ میں فریقین سے ضمان رکھا جاتا ہے جب کہ تحکیم میں ضمان نہیں رکھا جاتا۔

تحکیم: حکم کے لیے رشوت لے کر فیصلے کرنے کو بدترین گناہ بلکہ کفر کہا گیا ہے[42]۔

جرگہ: اراکین جرگہ کے لیے رشوت لینا ایک ناقابل معافی جرم ہے ایسے لوگوں کو گھٹیا نظر سے دیکھا جاتا ہے اور معاشرے میں دل سے کوئی اس کی عزت نہیں کرتا۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں میں رشوت لینا ناجائز سمجھا جاتا ہے۔

تحکیم: فریقین نے فیصلہ کرنے کے لیے حکموں کا انتخاب کیا ہوتا ہے اس لیے اُن پر ان ثالثوں کا فیصلہ ماننا شرعاً لازمی ہوتا ہے[43]۔

جرگہ: اختیار دینے کے بعد فریقین پر جرگہ کا فیصلہ ماننا لازمی ہو جاتا ہے اور انکار و روگردانی کی صورت میں ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں گر جاتا ہے[44]۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں صورتوں میں فریقین پر فیصلہ ماننا لازم ہوتا ہے۔

تحکیم: حکم کے لئے جائز ہے کہ وہ گواہوں کی بنیاد پر فیصلہ کرے، اگر گواہ نہ ہو تو قسم کی بنیاد پر بھی فیصلہ دے سکتا ہے اس طرح ایک فریق کے دعویٰ کے جواب میں فریق مخالف کے محض اقرار دعویٰ کی بنیاد پر بھی فیصلہ دے سکتا ہے[45]۔

جرگہ: جرگہ میں دعویٰ سے منکر شخص کو قسم دیا جاتا ہے، اراکین جرگہ ایسے منکر کو قسم دینے سے پہلے سوچنے اور مشورے کے لیے کچھ مہلت دیتے ہیں یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب مدعی کے پاس گواہان نہ ہوں یا گواہان ہوں لیکن دوسرا فریق ان پر جھوٹا ہونے کا الزام لگاتا ہو[46]۔

نتیجہ: تحکیم اور جرگہ دونوں میں اقرار، گواہوں اور قسم کی بنیاد پر فیصلے ہوتے ہیں۔

مابہ الامتیاز امور کی نشاندہی

تحکیم اور جرگہ میں درج ذیل مابہ الامتیاز امور ہیں:

1. تحکیم میں نوجوان عمر کے لوگ بھی حکم بن سکتے ہیں جب کہ اراکینِ جرگہ عموما بڑے عمر کے حضرات ہوتے ہیں۔
2. خواتین کی تحکیم شرعاً جائز ہے اور پختون روایات کے مطابق خواتین کے لئے جرگوں میں شامل ہونا مناسب نہیں سمجھا جاتا۔
3. جرگہ میں فریقین سے ضمان رکھا جاتا ہے جب کہ تحکیم میں ضمان رکھنے کا کوئی تصور نہیں۔

نتائج بحث

ذکر کردہ تقابل سے درج ذیل نتائج سامنے آرہے ہیں:

پختون "جرگہ "مذہبی اصطلاح" تحکیم "کی ایک عملی تطبیقی شکل ہے۔ پختون "جرگہ "اور مذہبی اصطلاح" تحکیم "دونوں کے مفاہیم میں دو مابہ الافتراق امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔ پختون "جرگہ" اور مذہبی اصطلاح" تحکیم "دونوں کے مفاہیم میں دو باتوں کے علاوہ توافق پایا جارہا ہے۔ پختون "جرگہ "اور مذہبی اصطلاح" تحکیم "دونوں کے اصول میں تین مابہ الامتیاز امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔ پختون "جرگہ "اور مذہبی اصطلاح" تحکیم "دونوں کے اصول میں تین باتوں کے علاوہ توافق پایا جارہا ہے۔

تجاویز

1. مذہبی اصطلاح "تحکیم" کو پختون معاشرے اگرچہ عملی جامہ پہنایا جاتا ہے لیکن اس کے اصول اور مفہوم سے ناواقفیت بھی پائی جارہی ہے اس لئے مختلف ذرائع تعلیم کے ذریعے تحکیم کو معاشرے میں متعارف کرایا جائے۔
2. پختون جرگہ کی تہذیب کرکے اس میں تحکیم کے اصول وضوابط جاری کرنے چاہئے۔
3. علماء کرام اور معاشرے کے تعلیم یافتہ طبقے کو میدان میں اتر کرسستے اور فوری ذریعہ انصاف یعنی جرگہ کو موثرانداز میں پیش کرنا چاہیے۔
4. مابہ الامتیاز امور کو ختم کرکے اپنی پختونولی کو دین کے تابع کردینی چاہیے اور بعض خانگی مسائل کے حل میں خواتین کو بھی نمائندگی دے دینی چاہیے۔
5. جرگہ میں رکھی جانے والی ضمان میں شرعی احکامات کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے۔

حواشی وحوالہ جات

1 مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب فیروآبادی، القاموس المحیط:(م:۸۱۷ھ) کی مرتب کردہ عربی لغت ہے، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان سے آٹھویں مرتبہ ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی۔

2 مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب فیروآبادی، القاموس المحیط۱۰۹۵:۱،مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان،۲۰۰۵ء

3 مختار الصحاح زین الدین أبو عبد اللہ محمد بن أبی بکر بن عبد القادر الحنفی الرازی(المتوفى: 666ھ)کی مرتبکردہ عربی لغت ہے۔ المکتبۃ العصریہ الدار النموذجیہ، بیروت سے اس کی اشاعت ۱۹۹۹ء میں پانچویں بار مکمل ہوئی۔

4 زین الدین أبو عبد اللہ محمد بن أبی بکر بن عبد القادر الحنفی الرازی، مختار الصحاح۱: ۷۸،المکتبۃ العصریہ الدار النموذجیہ، بیروت،۱۹۹۹ء

5 علامہ حصکفی رحمہ اللہ کا اپنا نام محمد بن علی بن محمد بن علی ہے، علاء الدین ان کا لقب ہے الحصنی، الاثری اور الحصکفی سے مشہور ہیں، فقہ حنفی کے بہت بڑے عالم ہیں، ان کی مشہور تصانیف میں الدر المختار، شرح الملتقیٰ، شرح المنار، شرح

القطر، صحیح بخاری پر تعلیقات، اور تفسیر بیضاوی پر تحقیقات وغیرہ مشہور ہیں۔ ۱۰ شوال ۱۰۸۸ ہجری کو ۶۳ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔(ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الدمشقي، ردالمحتار علی الدر المختار ۱: ۱۵، ،دارالفکر بیروت، ۱۹۹۲ء)

6 علاءالدین خصکفی، الدر المختار شرح تنویر الأبصار ۵: ۴۲۸، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۲ء

7 لجنة مكونة من عدة علماء وفقهاء في الخلافة العثمانيه ،مجلۃ الأحکام العدلیہ ۱: ۳۶۵، طبع وسن ندارد، نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب آرام باغ، کراچی

8 محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدین ابن منظور الأنصاري الرويفعي الإفريقي، لسان العرب ۱۵: ۱۸۶، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ

9 علی عبدالقادر، الفقه الإسلامي القضاء والحسبة ۱ :۵۷، المؤسسۃ العربیۃ للدراسات والنشر، ۱۹۸۶ء

10 الموسوعة الفقهية الكويتية ۳۳: ۲۸۳، وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ ،الکویت، ۱۴۲۷ھ

11 ایضاً ۲۷: ۳۲۳

12 ایضاً ۲۷: ۳۲۴

13 محمد دلم فیض داد، مترجم موسیٰ خان، جرگہ تاریخ کے آیئنے میں: ۱۶ مطبع وسن ندارد، ادارہ استحکام پاکستان لاہور

14 شاہ سوار خان ممہ خیل مروت، جرگہ: ۱۸، دانش پرنٹنگ پریس پشاور، مارچ ۲۰۰۸ء، یہ تعریف اور سینٹل اسٹڈیز کے رسالہ پیوٹاج ۲۰: ۱-۱۴، سن ۲۰۱۳ء، مضمون "جرگہ کی مذہبی بنیادیں اور پختون معاشرے میں اس کی پذیرائی کے اسباب" میں بھی اسی حوالے سے کی گئی ہے۔

15 الدر المختار میں علامہ خصکفیؒ نے تحکیم کی تعریف کرتے ہوے لکھا ہے: اَلتَحکِیمُ تَولِیة الخَصمَینِ حَاکِمًا یَحکُمُ بَینَهُمَا (الدر المختار ۵: ۴۲۸) یعنی فریقین کا فیصلے کے لئے کسی کو ثالث بنانا۔

16 جرگہ تاریخ کے آیئنے میں: ۱۶

17 المرجع السابق

18 محمد عظیم آفریدی، آدم خیل آفریدی تاریخ کے آیئنے میں: ۱۳۸، حمیدیہ پرنٹنگ پریس پشاور، ستمبر ۱۹۹۹ء

19 حضرت حسن ومعاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز نے مصالحتی عمل کیا تھا (محمد بن اسماعیل بخاری، الصحیح البخاری ۳: ۱۸۶، دار طوق النجاۃ، دمشق، ۱۴۲۲ھ)

20 جرگہ: ۱۸

21 اُصول فقہ کی مشہور کتاب شرح مجلۃ الاحکام میں لکھا گیا ہے: اِذَا تَعَدَّ دَالمحَکِمُونَ یَلزَمُ اِتِفَاقُ رَاءِیِ کُلِهِم وَلَیسَ لِوَاحِدِ مِنهُم اَن یَحکُمَ وَحدَہ. (سلیم رستم باز اللبنانی، شرح مجلۃ الاحکام مادہ ۱۸۴۴، ص: ۱۱۹۶) یعنی اگر ثالثوں کی تعداد زیادہ ہو تو ان سب کا ایک رایے پر متفق ہونا ضروری ہے اور ان میں سے کسی کے لئے اکیلے فیصلہ کرنا درست نہیں۔

22 پختون رابطہ: ۱۰، خصوصی اشاعت، ۲۰۱۲ء

23 مجلۃ الاحکام العدلیہ میں تحکیم کے باب میں لکھا گیا ہے: التَّحْكِيمُ هُوَ عِبَارَةٌ عَنْ اتِّخَاذِ الْخَصْمَيْنِ آخَرَ حَاكِمًا بِرِضَاهُمَا; لِفَصْلِ خُصُومَتِهِمَا وَدَعْوَاهُمَا (مجلۃ الاحکام العدلیہ، لجنة مكونة من عدة علماء وفقهاء في الخلافة العثمانيه ا: ۳۶۵، طبع و سن ندارد، نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب آرام باغ، کراچی) یعنی فریقین کا اپنی رضامندی سے کسی تیسرے شخص کو تنازعہ کے فیصلے میں ثالث بنانا تحکیم کہلاتا ہے۔

24 آدم خیل آفریدی تاریخ کے آئینے میں: ۱۳۸

25 أبو بکر بن مسعود بن أحمد الکاسانی الحنفی، بدائع الصنائع: علاء الدین ٦: ۵۴، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۸۶ء

26 المرجع السابق

27 فقہ حنفی کی مشہور متن الہدایہ میں حکم (ثالث) کے متعلق لکھا گیا ہے: ---لِأَنهُ بِمَنزَلَةِ القَاضِي فِيمَا بَينَهُمَا فَيَشتَرِطُ أَهلِيَةُ القَضَاءِ (علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل الفرغانی المرغینانی، أبو الحسن برہان الدین، الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی ۳: ۱۰۸، تحقیق: طلال یوسف طبع و سن ندارد، داراحیاء التراث العرب، بیروت، لبنان) یعنی ثالث کی حیثیت فریقین تنازعہ کے لئے بمنزلہ قاضی کے ہے لہٰذا اس میں اہلیت قضاء کا ہونا شرط ہے۔ تاہم یہاں اس دلچسپ فقہی بحث کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے کہ فقہاء اربعہ میں سے امام شافعیؒ کا خیال ہے کہ منصب قضاء کے تمام شرائط اگر کسی میں پورے نہ ہو سکتے ہوں تو ان سے استغناء بھی ممکن ہے جب کہ باقی حضرات کے ہاں ثالث میں قاضی کے شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو الموسوعۃ الفقہیہ، بحث التحکیم: ۲۳۷)

28 جرگہ: ۱۸

29: امام رازیؒ نے آیت وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا (سورۃ النساء: ۳۵) کی تفسیر میں لکھا ہے: وَالْمَعْنَى أَنَّهُ إِنْ كَانَتْ نِيَّةُ الْحَكَمَيْنِ إِصْلَاحَ ذَاتِ الْبَيْنِ يُوَفِّقِ اللَّه بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ یعنی آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر ثالثین کی نیت خالص ہو کر اصلاح کی ہو تو اللہ تعالیٰ زوجین میں بھی موافقت پیدا کرلے گا۔ (أبو عبد اللہ محمد بن عمر التیمی الرازی

الملقب بفخر الدین الرازی خطیب الری، مفاتیح الغیب المعروف بہ التفسیر الکبیر ۱۰: ۷۳، دار إحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۰ھ)

30 اس کے لیے امام سرخسیؒ (م: ۴۸۳ھ) کا بیان کردہ اسلامی تاریخ کا یہ واقعہ بطور استشہاد کے پیش کیا جا سکتا ہے جو انہوں نے اپنی مشہور کتاب المبسوط میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے قاضی کو بلایا جو کہ کم عمر تھے اور اس سے پوچھا: تم کس چیز پر فیصلہ کرتے ہو، اس نے کہا: اللہ کے کتاب پر، فرمایا: اگر کتاب اللہ میں نہ ملے، اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

اس واقعے سے معلوم ہوا کہ کم عمر جوان اگر عالم بالفقہ ہو تو اس کو قاضی بنایا جا سکتا ہے اور جب قاضی بن سکتا ہے تو حکم (ثالث) بطریق اولی بن سکتا ہے۔ (محمد بن أحمد بن أبی سہل شمس الأئمۃ السرخسی، المبسوط ۱۶: ۱۹۹۳، دار المعرفۃ، بیروت)

31 نوید احمد شنواری، Towards Understanding Jirga: ۲۲ (www.jirga) .com ,22.10.2015

32 حکم کے لیے قاضی کے شرائط کا ہونا ضروری ہے اور قاضی کے لیے علامہ کاسانیؒ (م: ۵۸۷ھ) نے درجہ ذیل شرائط بیان کیے ہیں: الصَّلَاحِيَّةُ لِلْقَضَاءِ لَهَا شَرَائِطُ مِنْهَاالْعَقْلُ وَمِنْهَاالْبُلُوغُ وَمِنْهَاالْإِسْلَامُ وَمِنْهَا الْحُرِّيَّةُ وَمِنْهَاالْبَصَرُ وَمِنْهَاالنُّطْقُ وَمِنْهَاالسَّلَامَةُ عَنْ حَدِّ الْقَذْفِ (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ۷: ۳) یعنی قضاء کے لیے درج ذیل شرائط ہیں: عقل، بلوغ، آزادی، قوت بصارت، قوت گویائی، حد قذف سے سلامتی۔

33 جرگہ ۱۸-۲۰

34 فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں حکم کا اپنے رشتہ داروں کے حق میں فیصلہ کرنے متعلق لکھا ہے: حُكمُ الحَاكِمِ لِأَبَوَيهِ وَزَوجَتِهِ وَوَلَدِهِ بَاطِلٌ وَالمولىٰ وَالحَكَمُ فِيهِ سَوَاءٌ "حاکم کا فیصلہ اپنے والدین، اپنی زوجہ اور اپنی اولاد کے حق میں باطل ہے، مولیٰ اور حکم کا بھی یہی حکم ہے۔" (الہدایہ ۳: ۱۰۸)

35 بدائع الصنائع ۷: ۳

36 آدم خیل آفریدی تاریخ کے آئینے میں: ۱۳۸

37 تحکیم کے لئے قضاء کی اہلیت شرط ہے اور خواتین کی اہلیتِ قضاء کے متعلق علامہ کاسانیؒ (م: ۵۸۷ھ) البدائع الصنائع میں لکھتے ہیں: وَأَمَّا الذُّكُورَةُ فَلَيْسَتْ مِنْ شَرْطِ جَوَازِ التَّقْلِيدِ فِي الْجُمْلَةِ؛ لِأَنَّ الْمَرْأَةَ مِنْ أَهْلِ الشَّهَادَاتِ فِي الْجُمْلَةِ، إلَّا أَنَّهَا لَا تَقْضِي بِالْحُدُودِ وَالْقِصَاصِ؛ لِأَنَّهُ لَا شَهَادَةَ لَهَا فِي ذَلِكَ، وَأَهْلِيَّةُ الْقَضَاءِ تَدُورُ مَعَ أَهْلِيَّةِ الشَّهَادَةِ "منصب قضاء کے لیے مرد ہونا شرط نہیں ہے چونکہ قضاء کی اہلیت کا مدار اہلیتِ شہادت پر

ہے اور عورت گواہی دینے کی اہلیت رکھتی ہے البتہ حدود اور قصاص میں گواہی دینے کی اہلیت نہ رکھنے کی وجہ سے ان میں فیصلہ بھی نہیں دے سکتی۔"(البدائع الصنائع ۷: ۳)

38 پختون رابطہ: ۲۱

39 فریقین کے مابین انصاف کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خط میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا: --- سَوِّ بَيْنَ النَّاسِ فِي مَجْلِسِكَ,وَوَجْهِكَ وَعَدْلِكَ، حَتَّى لَا يَطْمَعَ شَرِيفٌ فِي حَيْفِكَ، وَلَا يَيْأَسَ ضَعِيفٌ مِنْ عَدْلِكَ(یحیٰ(المرشد باللہ) بن الحسین بن إسماعیل بن زید الحسنی الشجری الجرجانی، ترتیب الأمالی الخمیسیۃ،۲: ۳۲۶،رقم ۲۶۲۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت،۲۰۰۱ء)

ترجمہ:۔۔۔۔۔لوگوں کے مابین انصاف اور مساوات سے کام لو ان کو بٹھانے میں ان کو توجہ کرنے میں اور ان کے ساتھ انصاف کرنے میں یہاں تک کہ شریف آدمی تجھ سے ظلم کی امید نہ رکھے اور کمزور تیرے عدل وانصاف سے مایوس نہ ہو جائے

40 امام سرخسی رحمہ اللہ (م:483ھ) نے فیصلہ کرنے والے کے آداب بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب المبسوط میں لکھا ہے:

لَا يَنْبَغِي لِلْقَاضِي فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ أَنْ يَشْتَغِلَ بِالْمَشُورَةِ۔۔۔۔لَا يُشَارُ أَحَدُ الْخَصْمَيْنِ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ يَكْسِرُ قَلْبَ الْخَصْمِ الْآخَرِ وَيُلْحِقُ بِهِ تُهْمَةَ الْمَيْلِ مِنْ حَيْثُ إنَّ خَصْمَهُ يَظُنُّ أَنَّهُ فِيمَا يُشَارُ بِصَابِعِهِ عَلَى رِشْوَةٍ وَلِذَلِكَ لَا يُشَارُ غَيْرُ الْخَصْمَيْنِ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ "قاضی کے لیے مجلس قضاء میں کسی ایک فریق سے مشورے کرنا مناسب نہیں۔۔۔۔۔۔۔اور نہ ہی فریقین میں سے کسی ایک کو اشاروں کنایوں میں کچھ کہے گا کہ اس سے دوسرے کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور فیصلہ کرنے والے پر کسی ایک طرف میلان کی تہمت بھی آسکتی ہے اس لیے کہ دوسرا فریق اس عمل سے رشوت کا گمان کرے گا اس بناء پر مجلس قضاء میں فریقین کے علاوہ بھی کسی کو اشاروں کنایوں میں کچھ نہ کہے۔"(المبسوط ۱۶: ۶۶)

41 جرگہ ۲۱-۲۲

42 امام طبرانیؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ كُفْرٌ، وَهِيَ بَيْنَ النَّاسِ سُحْتٌ"یعنی فیصلہ میں رشوت لینا کفر ہے جب کہ عام حالات میں لوگوں کے لیے لینا گناہ کبیرہ ہے۔"(سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی ۲: ۲۲۶، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

43 امام مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ) نے حکم کے فیصلے کے متعلق لکھا ہے: إذَا حَكَمَ لَزِمَهُمَا لِصُدُورِ حُكْمِهِ عَن وِلَايَةٍ عَلَيهِمَا"یعنی حکم (ثالث) کا فیصلہ فریقین پر ماننا ضروری ہوتا ہے کہ فریقین نے ہی اس کو ولایت دی تھی۔"(الہدایہ ۳: ۱۰۸)"

44 پختون رابطہ: ۱۱

45 حکم کے فیصلے کے متعلق صاحب ہدایہ (م:۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

وَیجُوزُاَن یسمَعَ البَینَۃَ وَیقضِی بِالنَکُولِ وَکَذَابِالِاقرَارِلِاَنَہ حُکمُ مُوَافِقُ لِلشَرع

"یعنی حکم (ثالث) کے لیے گواہوں، قسم سے انکار اور اقرار تینوں صورتوں میں فیصلہ کرنا جائز ہے۔" (الہدایہ ۳:۱۰۸)

46 جرگہ:۳۶